www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ نقاب[16] الاذکار اور شرح صحیح[17] مسلم کی منقولہ عبارات سے واضح ہے۔ اس سلسلہ میں علامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے بھی بس یہ لکھنے پر اکتفاء فرمایا ہے:

"وَاسْتُدِلَّ بِهِ عَلَى مَشْرُوْعِيَّةِ إِجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ فِي الْإِقَامَةِ، قَالُوْا: إِلَّا فِيْ كَلِمَتَيِ الْإِقَامَةِ فَيَقُوْلُ: "أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا" وَقِيَاسُ إِبْدَالِ الْحَيْعَلَةِ بِالْحَوْقَلَةِ فِي الْأَذَانِ أَنْ يَجِيْءَ هُنَا لٰكِنْ قَدْ يُفَرَّقُ بِأَنَّ الْأَذَانَ إِعْلَامٌ عَامٌّ فَيَعْسُرُ عَلَى الْجَمِيْعِ أَنْ يَكُوْنُوْا دُعَاةً إِلَى الصَّلٰوةِ وَالْإِقَامَةُ إِعْلَامٌ خَاصٌّ وَعَدَدُ مَنْ يَسْمَعُهَا مَحْصُوْرٌ فَلَا يَعْسُرُ أَنْ يَدْعُوَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا الخ"[18]

اس عبارت میں علامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے اذان کے اعلانِ عام اور اقامت کے اعلانِ خاص ہونے کے فرق کو انتہائی خوبی سے واضح فرمایا ہے۔ یہاں یہ نکتہ بھی کچھ اہمیت کا حامل نہیں، بلکہ غور و فکر کا متقاضی ہے۔

الغرض مذکورہ بالا تینوں علتوں کی موجودگی میں زیرِ نظر حدیث کو سوائے "ضعیف" کہنے کے کوئی اور چارہ نہیں رہتا۔ اور جب کسی حدیث کا "ضعف" ثابت ہو جائے تو پھر اس پر عمل کرنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ سابقہ مضمون میں اس جوابِ اقامت پر ترکِ عمل کی دعوت دینے کی دو وجوہ تھیں:

۱۔ یہ جواب کوئی امرِ فضائل میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ عندالاقامت مذکورہ قول، اس کی مشروعیت یا اس کی فضیلت کسی دوسری صحیح و ثابت حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ جو لوگ پھر بھی فضائلِ اعمال میں اس پر عمل کرنے کے لیے مصر ہوں تو ان کا اس یا اس جیسی دوسری تمام ضعیف احادیث کے اثبات اور انہیں شریعت بنا دینے کا یہ طریقہ انتہائی غلط بلکہ محدثِ عصر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ کے الفاظ میں "قواعدِ شریعت سے بہت بعید ہے[19]۔"

---

[16] کتاب الاذکار للنووی ؒ ص ۳۰
[17] صحیح مسلم ؒ شرح النووی ج ۴ ص ۸۸
[18] فتح الباری شرح صحیح بخاری ؒ ج ۲ ص ۹۲-۹۳ طبع دار المعرفۃ بیروت
[19] مشکاۃ المصابیح بتحقیق الالبانی ج ۱ ص ۲۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ایسا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمومی حکم کے خلاف بھی ہے جس میں کہ آپ نے فرمایا ہے: "إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ۔ الخ" (یعنی جب تم مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنو تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے) اور: "إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ الخ" (یعنی جب تم اذان کو سنو تو جس طرح مؤذن پکارتا ہے تم بھی اسی طرح دہراؤ) یہاں پر اگر کوئی "حیعلتین" کے جواب "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کی طرح اقامت کا جواب "أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا" قیاس کرے تو ایسا کرنا بھی بلا دلیل ہوگا۔

لہٰذا جو لوگ بہ سبب لاعلمی یا فضائل اعمال میں تصور کرتے ہوئے اس جوابِ اقامت پر عمل کرتے آرہے ہوں، ان پر لازم ہے کہ صحیح حدیث کے عمومی حکم کو باقی رکھتے ہوئے بلا تامل اور بلا تاخیر اقامت کے جواب میں "أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا"، کہنا ترک کر دیں اور "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ" کے جواب میں "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ"، ہی کہیں، ان شاء اللہ العزیز مصیب ہوں گے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ!

---

۲۰ ۔ صحیح مسلم "بشرح النووی" ج ۴ ص ۸۵

۲۱ ۔ صحیح بخاری "مع فتح الباری ج ۲ ص ۹۰

* خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں، ورنہ تعمیل ممکن نہ ہوگی۔
* محدث خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دیں۔
* اہلِ قلم حضرات 'مضامین کاغذ کے ایک طرف' خوشخط لکھیں۔
* محدث میں مطبوعہ مضامین شائع نہیں ہوتے۔

والسلام
(مینیجر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقالات

جناب غازی عزیز
الخبر (سعودی عرب)

جمعۃ الوداع کی فضیلت اور قضائے عمری

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مسلمان ماہِ رمضان کے آخری جمعہ (جمعۃ الوداع) کے دن بہت خوشیاں مناتے ہیں، نئے لباس زیب تن کرتے اور عطریات کا استعمال کرتے ہیں، گھروں اور دکانوں پر قلعی و روغن کروا کر انہیں سجاتے ہیں، سحر وافطار میں دسترخوان کو وسیع کرتے ہیں، دوست احباب، اعزاء و اقرباء اور پڑوسیوں کو افطار و عشائیہ پر مدعو کرتے ہیں، حاجتمندوں کو صدقات دیتے ہیں اور ساتھ ہی ذکر و عبادت کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ جو شخص پورے ماہِ رمضان روزے نہ رکھتا ہو، وہ بھی کم از کم جمعۃ الوداع کے دن روزہ ضرور رکھ لیتا ہے، اسی طرح جو کبھی فرض نمازوں کی پابندی نہ کرتا ہو وہ بھی اس روز پانچوں وقت کی فرض نمازیں با جماعت پڑھتا نظر آئے گا۔ اس اچانک اور یک روزہ تبدیلی کا سبب جمعۃ الوداع کی مصنوعی اور خود ساختہ فضیلت کی تشہیر ہے۔ جمعۃ الوداع اور دوسرے ایامِ جمعہ میں بلحاظِ فضیلت و مرتبہ کیا فرق ہے اس کا مختصر جائزہ حسب ذیل ہے:

یہ حق ہے کہ ہفتہ کے تمام دنوں میں "یوم الجمعہ" کو خصوصی فضیلت و اہمیت حاصل[1] ہے۔ جیسا کہ بیشتر احادیث میں وارد ہے۔ بعض جگہ اسے "افضل[2] الایام" بعض

[1] زاد المعاد فی ہدی خیر العباد للحافظ ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر ابن القیم الجوزیہؒ ج ۱ ص ۳ طبع مطبعۃ السنۃ المحمدیہ بمصر

[2] صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ للالبانی ج ۱ ص ۲۴۷، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جگہ "سید الایام" اور بعض جگہ "خیر یوم طلعت علیہ الشمس" وغیرہ کہا گیا ہے۔ ماہِ رمضان میں جتنے ایام جمعہ پڑتے ہیں ان کی فضیلت دوسرے مہینوں میں پڑتے والے ایام جمعہ سے اس لحاظ سے تو برتر ہو سکتی ہے کہ ماہِ صیام خود انتہائی بابرکت ہے۔ حدیث کی زبان میں اس کا اول ثلث سراپا رحمت، ثانی ثلث سراپا مغفرت اور آخری ثلث سراپا نجات ہوتا ہے۔ پس اس ماہِ مبارک میں پڑنے والے ایام جمعہ میں، یوم الجمعہ کی اپنی اور ماہِ رمضان کی اضافی فضیلتیں اور برکات یکجا اکٹھا ہو جاتی ہیں، مگر ماہِ صیام میں پڑتے والے کسی ایک جمعہ کو دوسرے جمعہ پر فضیلت دینا کسی طرح درست نہیں ہے۔ چنانچہ جو فضیلت ماہِ رمضان میں پڑنے والے پہلے جمعہ کو حاصل ہے وہی آخری جمعہ (یعنی جمعۃ الوداع) کو بھی یکساں طور پر حاصل ہے۔ واللہ اعلم!

مزید یہ کہ جمعۃ الوداع کے دن ذکر و عبادت کا یہ خصوصی اہتمام ماہِ رمضان یا یوم الجمعہ کی مبارک اور بابرکت ساعتوں سے فیض یاب ہونے کے لیے ہرگز نہیں کیا جاتا، بلکہ اس "جمعۃ الوداع" کے دن "قضائے عمری" کا ایک انتہائی غلط بلکہ مہلک تصور عامی اور پڑھے لکھے ہر دو طبقوں کے ذہنوں میں یکساں طور پر راسخ ہو گیا ہے، جو قابلِ تنقید و ترک ہے اور زیرِ مطالعہ مضمون میں ہمارا موضوعِ بحث بھی ہے۔

جمعۃ الوداع کے دن "قضائے عمری" سے متعلق عموماً دو روایات بیان کی جاتی

۲؎ کشف الخفاء للعجلونی ج ۱ ص ۱۷۰، المعجم الکبیر للطبرانی بحوالہ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۶۵، ج ۸ ص ۱۹۸، سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج ۱ ص ۴۰۵، مسند احمد ج ۲ ص ۵۰۴، صحیح مسلم ج ۳ ص ۶، مستدرک علی الصحیحین للحاکم ج ۱ ص ۵۴۴

۳؎ المعجم الکبیر للطبرانی بحوالہ مجمع الزوائد للہیثمی ج ۲ ص ۱۶۴

۴؎ فتح الباری ج ۲ ص ۳۷۱، صحیح مسلم کتاب الجمعہ حدیث ۱۷، ۱۸، سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج ۱ ص ۴۰۴، جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۳۵۴-۳۵۵، سنن نسائی مع التعلیقات السلفیہ ج ۱ ص ۱۶۲، ۱۶۸، سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ۶۳، مسند احمد ج ۲ ص ۲۷۲، ج ۴ ص ۸، مسند طیالسی حدیث ۲۳۳۱، ۲۳۶۲، صحیح ابن حبان بحوالہ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد لابن قیم الجوزیہ ج ۱ ص ۱۰۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، جو فقہ حنفی کی انتہائی معتبر کتاب "الہدایہ" للشیخ علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل المرغینانی الفرغانیؒ کے بعض شارحین نے اپنی شروح، بالخصوص شیخ حسام الدین الصغناقیؒ (تلمیذ صاحب الہدایہ) نے "النہایہ فی شرح الہدایہ" وغیرہ میں درج کی ہیں۔ ان فاضل شارحینِ ہدایہ و مصنفین کا اپنی شروح اور دوسری کتب میں ان روایات کو درج کرنا ہی گویا علمائے حنفیہ اور مسلکِ حنفی کے وابستگان کے لیے درجۂ صحت و سند ہے۔ حالانکہ یہ دونوں روایتیں قطعاً "موضوع" (گھڑی ہوئی)، باطل اور واضح طور پر اجماع، نیز عقل و شریعت کے خلاف ہیں۔ ان روایات کے "موضوع" ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ یہ دونوں روایات نہ تو حدیث کی کسی معتبر کتاب میں موجود ہیں اور نہ ہی ان شارحینِ ہدایہ نے ان کا طریقِ اسناد بیان کیا ہے کہ ان کو فنِ جرح و تعدیل اور اسماء الرجال کی کسوٹی پر پرکھا جا سکے۔

قضائے عمری کے اس تصور کی ابتداء کب، کہاں، کس طرح اور کس کے ہاتھوں ہوئی؟ یہ قطعیت کے ساتھ کہنا تو مشکل ہے، لیکن اگر اسلام اور اسلامی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو نہ صرف عہدِ رسالت، عہدِ خلفائے راشدینؓ، عہدِ صحابہؓ اور عہدِ تابعینؒ، بلکہ اسلام کی اولین چھ صدیوں میں اس کا کہیں سراغ نہ ملے گا۔ چنانچہ ان روایات کے قطعی طور پر باطل و موضوع ہونے کا اعتراف خود مسلک حنفیہ کے بعض اکابر واساطین نے بھی اپنی تصانیف میں کیا ہے، جس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

اس سلسلہ کی پہلی روایت اس طرح ہے:

"مَنْ صَلّٰى فِيْ اٰخِرِ جُمُعَةٍ مِنْ رَمَضَانَ الْخَمْسَ الصَّلَوَاتِ الْمَفْرُوْضَةَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَضَتْ عَنْهُ مَا أَخَلَّ بِهٖ مِنْ صَلَاةِ سَنَتِهٖ۔"

"جو کوئی رمضان کے آخری جمعہ میں شب وروز کی پانچوں فرض نمازیں پڑھ لے تو اس پر سے سال بھر میں چھوٹی ہوئی نمازیں معاف ہو جاتی ہیں۔"

علامہ محمد بن علی الشوکانیؒ (م ۱۲۵۰ھ) مذکورہ بالا روایت کے متعلق "الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ" میں تحریر فرماتے ہیں:

"اس امر میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔ احادیثِ موضوعہ پر تصنیف کی جانے والی کتب میں سے مجھے اس کے متعلق کچھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ملتا۔ لیکن ہمارے اس عصرِ حاضر میں شہر صنعاء کے فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک یہ حدیث بہت شہرت یافتہ ہے اور ان میں سے کثیر تعداد اس پر عمل پیرا بھی ہے۔ مجھے علم نہیں کہ کس نے اس حدیث کو وضع کیا ہے؟ فقبح اللہ الکذابین۔"[۵]

علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی مندرجہ بالا عبارت مشہور حنفی عالم مولانا ابو الحسنات عبدالحئی بن محمد عبدالحلیم لکھنوی رحمہ اللہ (م ۱۳۰۴ھ) نے اپنی کتاب "الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ" میں اور محدثِ عصر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے "صِفَةُ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ التَّكْبِيْرِ إِلَى التَّسْلِيْمِ كَأَنَّكَ تَرَاهَا"[۶] میں نقل کرنے کے بعد اس (عبارت) کی توقیر کی ہے۔

اب اس سلسلہ کی دوسری روایت پیشِ خدمت ہے:

"مَنْ قَضٰى صَلٰوةً مِنَ الْفَرَائِضِ فِيْ اٰخِرِ جُمُعَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ كَانَ ذٰلِكَ جَابِرًا لِكُلِّ صَلٰوةٍ فَائِتَةٍ فِيْ عُمُرِهٖ إِلٰى سَبْعِيْنَ سَنَةً۔"

"جو کوئی ماہِ رمضان کے آخری (یوم) جمعہ میں اپنی کسی فوت شدہ فرض نماز کی قضا دے لے تو وہ اس کی ستر سالہ زندگی کی فوت شدہ نمازوں کی کمی پوری کر دے گی!"

اس روایت کے متعلق علامہ نور الدین علی بن محمد بن سلطان الحنفی المعروف بالملا علی القاری رحمہ اللہ (م ۱۰۱۴ھ) "الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبریٰ" میں فرماتے ہیں:

"یہ قطعی طور پر باطل ہے کیوں کہ یہ اجماع کے قطعی طور پر منافی ہے۔ کیونکہ عبادات میں سے کوئی بھی عبادت ایسی نہیں ہے جو کئی سال کی عبادات کے قائم مقام ہو سکے۔ صاحبُ "النہایہ" یا شراحِ "ہدایہ" کا اسے نقل کرنا معتبر

---

[۵] الفوائد المجموعۃ للشوکانی ص ۵۴ طبع مطبعۃ السنۃ المحمدیہ بمصر ۱۹۷۸ء

[۶] الآثار المرفوعۃ للکنوی ص ۸۵ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۴ء

[۷] صفۃ صلاۃ النبی للالبانی ص ۱۵ طبع المکتب الاسلامی دمشق ۱۹۸۳ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ